مملوکہ محمد عباس قادری رضوی

مُبسملاً و محمّداً و مُصلّیاً

یہ مختصر و مفید رسالہ جسمیں بزرگان دین کے مزارات متبرکہ پر قبے روضے بنانیکا دلائل شرعیہ سے اثبات اور اسکا ایضاح ہے کہ مخالفین جو دلائل اپنے لیے لاتے ہیں وہ درحقیقت اُنکے نہیں بلکہ ہمارے ہی مسلک کی مؤید ہیں نیز بعض دیگر مسائل متعلقہ مزارات الاکابر میں ایڈیٹر النّاظر لکھنؤ کی ایک تحریر کا مفصل مسکت جواب اور مسلک اہل سنت کا اثبات لاجواب ہے

مسمّٰی بہ

القول الفاخر فی اثبات البناء علی مزارات المقابر

مُصنّفہ
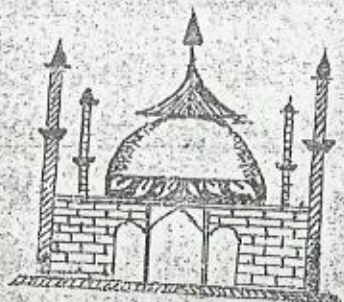
حضور پرنور حضرت مولٰنا مولوی سیّد شاہ اولاد رسول سیّد محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی

دام فیضہ القوی

بصرف زر جماعت رضائے مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا

باہتمام جناب مولٰنا مولوی محمد ابرہیم رضا خانصاحب قادری رضوی بریلوی

مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی واقع آستانۂ عالیہ رضویہ

قیمت ۴؎

بار دوم ۵۰۰ جلد

۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء کے ہمدم میں مسٹر ظفر الملک ایڈیٹر الناظر لکھنؤ کا ایک طویل مضمون زیر عنوان "مسئلہ حجاز اور شیخ قدوائی صاحب" نظر سے گزرا جسمیں نجدیوں اور اُنکے سلطان ابن سعود قرن الشیطان نے جنھیں ایڈیٹر صاحب نے اسی مضمون میں "اللہ تعالیٰ کے دین کا سچا احترام کرنیوالے سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چلنے والے اور اُس مقدس شہر کو جسکی خدائے وحدہ لاشریک نے اپنے کلام پاک میں قسم کھائی ہے اور جو اسلام کا مرکز و منبع ہے (یعنی مکہ معظمہ) کو ہر قسم کے شرک و بدعت سے پاک کرنیوالے نجدیوں اور اُنکے سردار اعلیٰحضرت سلطان عبدالعزیز بن سعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ" کا لمبا چوڑا جیسیر و دعائیہ سارٹیفکٹ دیا ہے۔ جو وحشیانہ مظالم حجاز شریف کے مقدس شہروں طائف شریف اور ایڈیٹر صاحب کے بھی مسلم خاص مرکز و منبع اسلام حرم محترم مکہ معظمہ اور خطۂ مدینہ منورہ میں وہاں کے غریب مجبور و بے قصور اور خود اپنے بھی امان دیے ہوئے نہتے مسلمانوں ضعیف بوڑھوں۔ ننھے ننھے بچوں پردہ نشین و عفت مآب مستورات ہر فرقے اور طبقے سادات و علما و مشائخ و عمائد و عوام سب طرح کے اعیان و افراد کے مال و جان و عزت و ناموس اور تمام مسلمانان عالم کے

مسلم مقدس و محترم مساجد و مشاہد و ماثر و مزارات اکابر اجلۂ صحابہ و ائمۂ و اولیا و اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بلکہ خود گنبد خضرا روضۂ مطہرۂ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہایت شقاوت و قساوت سے گولے توڑنے اور قتل و غارت سفاکی و بربریت کے جو ہولناک مناظر پیش کیے اور اسی سلسلہ میں اجلۂ صحابہ و ازواج مطہرات و جگر گوشان حضور سرور کائنات بلکہ خود اُس ذات فخر تمام موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی شان میں جو زبان درازی و دریدہ دہنی اور سلف سے لیکر خلف تک تمام امت مرحومہ کی جو تضلیل و تکفیر کی جنکی تفاصیل عینی معتبر شاہدوں کے بیانات پیہم اخبارات یہانتک کہ خود اڈیٹر صاحب کی بھی مسلمہ مرکزی خلافت کمیٹی کے خاص فرستادہ وفد کے معتبر ارکان کے بیان میں عرصۂ کثیر سے شائع و مشتہر ہیں اور جن سبب کی بنا پر آج تمام مسلمانوں میں نہایت سخت اضطراب و ہیجان برپا۔ اور اڈیٹر صاحب کے اُن مطبوع و متبوع نجدیوں کے ان خباثات پر اظہار نفرت و ملامت کیا جا رہا ہی بکمال چالاکی و بیباکی اڈیٹر صاحب نے ان جملہ مظالم کو صاف اڑا کر اور براہ فریب ہی انھیں محض رپوٹر اور حضرت طاہر دباغ کا آمدہ اور محض بزور زبان کذب و بہتان اُنھیں جدہ کے کارخانہ کی ناقص مصنوعات بنا کر انھیں کے صلہ میں اپنے چہیتے پیارے نجدیوں اور اُنکے سلطان قرن الشیطان کو وہ لمبا چوڑا مدحیہ و دعائیہ سارٹیفکٹ دیکر اُن ہی سے صرف طائف اور مکۂ معظمہ کے بعض آثار کے انہدام کو لائق عذر قرار دیتے تھے اُن دلسوختہ مسلمانوں کو جو ان تمام نجدی مظالم دیکھ کر بقول اڈیٹر صاحب صرف طائف

و مکۂ معظمہ کے بعض مآثر کے انہدام کی وجہ سے وقفِ غم و الم ہیں - یہ الزام دیا ہے کہ انھوں نے محض اُن بعض مآثر کے انہدام ہی پر "مخالفت کا طوفان برپا کر دیا" اور "اپنے دل میں کمزوری محسوس کرنے" اور احادیث و آثار و ارشادات ائمہ و علمائے دین میں اپنے لیے کوئی سند نہ پانے کی وجہ سے اُن مآثر کے شرعی حیثیت سے مبارک و محترم ہونے کو ہاتھ نہیں لگایا - اور اُسکے بعد مسلمانانِ عالم کے اُن سلفًا الی خلف مسلم محترم مآثر و مشاہد کے ساتھ اپنے مطبوع و متبوع نجدیوں کی گستاخی و بے ادبی کو عین اتباع خدا و رسول و مبارک و محمود قرار دینے کے لیے گیارہ عبارتیں کتب احادیث و فقہ سے پیش کی ہیں -

ہم یہاں انھیں مسائل پر جن سے ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ عبارات کا تعلق ہے مختصر طور پر دلائلِ شرعیہ سے مدلل تبصرہ کر کے اہلِ انصاف و ایمان ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب کا ہمپر وہ الزام اور ہمارے مآثر و مشاہد متبرکہ کو معاذ اللہ آلائش و گندگی بلکہ بدعت و شرک ٹھہرانا کہاں تک سچا ہے اسی ضمن میں انشاء اللہ الکریم جل مجدہٗ یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ خود ایڈیٹر صاحب نے جو احادیث و عبارات کتب علمائے دین پیش کیں اُن کا صحیح محل و مطلب کیا ہے - اور یہ کہ اُن سے ایڈیٹر صاحب کا وہ مذکورہ بالا مدعا کہاں تک ثابت ہوتا ہے -

بزرگانِ دین کے مزارات پر قبے اور روضے بنانا

(۱) حجرۂ منیفہ کہ حاوی قبور شریفہ ہست اول	(۱) حجرۂ مطہرہ جسمیں مزارات مقدسہ حضور

فارسی	اردو
از جرید نخل بود بعد ازاں امیر المومنین عمر از خشت خام بنا کرد الخ مختصراً۔	سید عالم و صدیق اکبر و فاروق اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ثم علیہما وسلم ہیں۔ پہلے کھجور کی لکڑیوں کا تھا امیر المومنین عمر نے اُسے کچی اینٹوں سے تعمیر کیا۔
(۲) عمر بن عبد العزیز بحکم ولید بحجارۂ منقوشہ برآورد و بر ظاہر آں خطیرۂ دیگر بنا کرد از عروہ روایت می کنند کہ وے بعمر بن عبد العزیز گفت اگر حجرۂ شریفہ بر حال خود گزارند عمارتے گرد آں برآرند احسن باشد۔ الخ مختصراً	(۲) عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ولید کے حکم سے اُسے منقش پتھروں سے بنایا۔ اور اُس پر ایک نیا خطیرہ اور تعمیر فرمایا حضرت عروہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے عرض کیا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اُس کے حال پر قائم رکھیں اور اُس کے گرد عمارت بنائیں تو احسن ہے۔
(۳) در سنہ ثمان وسبعین وستمائۃ در دولت فلاؤن صالحی قبہ خضرا کہ بالائے خطیرۂ شریفہ است بطرزیکہ الآن موجودست باشباک نحاس بنا فرمودند۔	(۳) ۶۷۸ھ عہد دولت فلاؤن صالحی میں قبہ خضرا کہ خطیرۂ شریفہ کے اوپر ہے اپنی اُس شان وشوکت کے ساتھ کہ اس وقت موجود ہے جست کی جالیوں کے ساتھ تعمیر فرمایا گیا۔

یہ تینوں عبارتیں کتاب مستطاب جذب القلوب حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کی ہیں۔

فارسی	اردو
(۴) ولیغتنم ایام مقامہ بالمدینۃ	(۴) مدینہ طیبہ میں حاضری کے دنوں کو

المشرفة فيحرص على ملازمة المسجد و
ادامة النظر الى الحجرة الشريفة ان
تيسر او القبة المنيفة ان تعسر مع
المهابة والخضوع والخشية والخشوع
ظاهرا وباطنا فانه عبادة كالنظر
الى الكعبة الشريفة۔

غنیمت جانئے اکثر اوقات مسجد کریم میں حاضر
رہے اور ہو سکے تو مزار اطہر کے حجرہ مقدسہ
ورنہ اس کے گنبد مبارک ہی کو دیکھتا رہے
خوف اور ادب، خشوع وخضوع کے
ساتھ کہ اس پر نگاہ ہی عبادت ہے جیسے
کعبہ معظمہ پر نظر۔ یہ علامہ ملا علی قاری کی
مسلک متقسط اور لباب المناسک علامہ
رحمت اللہ سندی میں ہے۔

(۵) وقد اباح السلف البناء على
قبر المشايخ والعلماء المشهورين
ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس
فيه۔

(۵) بیشک ائمہ سلف صالحین نے مشائخ
وعلمائے کرام کے مزارات طیبہ پر
عمارت بنانا مباح فرمایا کہ لوگ ان کی
زیارت کریں اور اس میں راحت پائیں
یہ علامہ طاہر فتنی کی مجمع البحار اور ملا علی قاری
کی مرقاۃ شرح مشکاۃ اور دیگر اکابر کی
کتب معتمدہ میں ہے۔

(۶) وفي الاحكام عن جامع الفتاوى
وقيل لا يكره البناء اذا كان الميت
من المشايخ والعلماء والسادات الخ

(رد المحتار)

(۶) علامہ شامی کی رد المحتار میں احکام سے
اس میں جامع الفتاوی سے ہے کہ کہا گیا
جب میت مشائخ وعلما وسادات سے ہو
تو اس کے مزار پر عمارت بنانا مکروہ نہیں۔

(۷) لا یرفع علیه بناء وقیل لا باس به وهو المختار (تنویر الابصار و درمختار وحاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

(۷) قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا کہ اس میں کوئی مضایقہ نہیں اور یہی مختار ہے یہ تنویر الابصار و جامع البحار امام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی اور درمختار علامہ محقق علاء الدین محمد دمشقی اور حاشیہ مراقی الفلاح فاضل جلیل سید احمد طحطاوی میں تصریحاً و تقریراً ہے۔

(۸) هو وان کان احدث فهو بدعة حسنة وکم من شئ کان احدث وهو بدعة حسنة وکم من شئ یختلف باختلاف الزمان والمکان (جواہر اخلاطی)

(۸) یہ اگرچہ نو پیدا ہو پھر بھی بدعت حسنہ ہے۔ اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہوئیں اور ہیں بدعت حسنہ اور بہت احکام ہیں کہ زمانہ یا مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔ یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔

تلاش کیجیے سے ابھی اس بارے میں ارشادات علما و ائمہ دین و امثلہ عمل سلف صالحین اور بھی ملیں گی۔ مگر ہمارے مختصر مضمون کے لیے یہی بس ہیں۔ اب اول تو ایڈیٹر صاحب یہی بتائیں کہ اگر مزارات متبرکہ پر قبے وغیرہا اعمار بنانا آپکے اور نجدیہ کے حسب ادعا حرام قطعی بلکہ بدعت مذمومہ و شرک ہوتا تو کیا سلف صالحین ایسے اور تو اور علما و اولیائے کرام کے مزارات اور خود فاروق اعظم جیسے جلیل القدر صحابی و وزیر رسول خلیفہ راشد خاص مزار اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم ہی کے ساتھ روا رکھتے

اور اکابر علما اُس پر نظر کو عبادت بتاتے۔ صدہا برس سے بڑے بڑے علما و صلحا و ائمہ گزرتے چلے آئے کیا اُنکی نظر ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث و فقہ پر نہ تھی۔ ایڈیٹر صاحب ثبوت دیں کہ اُن ہزاروں لاکھوں علما و ائمہ دین نے ایسے ایڈیٹر صاحب کے حسب مزعوم بدعت و شرک حرام قطعی بتایا بہت سے دیندار و شریعت پرور سلاطین با اقتدار گزرے اُن میں سے کس کس نے کون کون سے بزرگانِ دین ائمہ و صالحین کے مزارات پر بنے ہوئے قبوں روضوں کو ڈھا کر حسب زعم ایڈیٹر صاحب دنیا کو شرک و بدعت کی آلائش و گندگی سے پاک کرنیکا ثواب کمایا۔ ثانیاً اب کہ بحمد اللہ تعالیٰ ہم اپنے مدعا مزارات علما و صلحا و مشائخ و ائمہ دین پر قبے اور اُنکے مثل عمارت بنانے کو عمل صحابہ و ارشادات سلف و نصوص فقہیہ سے روشن کر چکے۔ کیا اب بھی ایڈیٹر صاحب اپنی پیش کردہ فقہ کو فقہ سے اور اس بارے میں اپنی پیش کردہ واحد حدیث حضرت جابر کو عمل صحابہ نصوص سلف صالحین سے نہیں نہیں بلکہ خود حدیث سے ہی لڑائینگے۔ اسلیے کہ حدیث ہی نے یہ فرمایا ہے "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" اور حدیث ہی کا یہ ارشاد ہے "ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن" یا کسی ایسی صورت کو مانیں گے جس سے یہ اُنکی خواہ مخواہ کی قائم کردہ شریعت کی شریعت سے لڑائی قائم نہ رہے۔ مثلاً (۱) حدیث و فقہ میں منع بنا اس پر محمول ہو کہ خود نفس قبر پر کوئی عمارت چُنی جائے۔ جس کی دلیل (۱) تو خود ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث و فقہ کی صراحت لفظ "ان یبنی علیہ" اور "لا یرفع علیہ" فرمایا جس کے معنی حقیقی یہی ہیں کہ خود قبر پر کوئی عمارت

نہ چُنی جائے۔ اور حقیقت سے عدول بغیر دلیل نامقبول "لا یبنی حولہ یا دور لا یرفع حولہ" نہ فرمایا۔ جو زیر بحث قبول سے جو حول القبر قبر کے گرداگرد ہوتے ہیں منع متعلق ہو سکتی (۲) و لہذا امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضیخاں نے اپنے مشہور و معروف فتاوے میں حدیث کی اسی نہی بناء علی القبر کو یوں ذکر فرمایا "روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ نہی عن البناء فوق القبور" الخ۔ جس میں صاف مصرح ہے کہ ان امام فقیہ النفس کے نزدیک حدیث میں علیٰ اپنے معنی حقیقی فوقیت و استعلا ہی میں مستعمل ہے۔ حدیث کو اسی تصریح و تشریح کے ساتھ دلیل ٹھہرا کر اسی پر مبنی بناتے ہوئے اسکے نیچے متصل ہی قاضی خاں نے حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت ذکر کی تھی جو ایڈیٹر صاحب زیر عنوان ائمہ و فقہائے اسلام کے اقوال عـ۱ میں لائے۔ جس سے واضح تھا کہ اس میں بھی نہی خود قبر کے اوپر کوئی بنا بلند کرنے سے متعلق ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے چالاکی سے عدول کو دلیل سے کتر لیا ہمیں ہے اس عبارت کا بھی مطلب واضح جو ایڈیٹر صاحب اسی عنوان کے تحت میں عـ۲ میں لائے جسمیں یہی منع حضرت امام ابو حنیفہ سے بلفظ یکرہ اسی فتاوی قاضی خاں وغیرہ کے حوالے سے منقول۔ اسلیے کہ رد المحتار میں اسکی بھی دلیل یہی حدیث جابر مروی صحیح مسلم وغیرہ ذکر فرمائی جسکی نسبت ابھی یہیں واضح ہو چکا کہ اس میں منع خود نفس قبر پر بنا سے متعلق ہے۔ اگرچہ ابھی کم از کم فتاوے قاضیخاں و عالمگیری سے اس عبارت کی تصحیح نقل بھی ایڈیٹر صاحب کے ذمہ ہے ہمیں تو بیشک یہ عبارت بایں الفاظ ان دونوں کتابوں میں سے ایک میں بھی

نہیں ملی (۳) نیز امام ابوداود کا اپنی سنن میں "باب البناء علی القبر" قائم کرکے اُس میں اس حدیث حضرت جابر کے ساتھ ہی حدیث "قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد" لانے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہی بناء علی القبور منہی عنہ ہے جو خود عین قبر پر ہو۔ اسلیے کہ یہود نے اپنے انبیاء و صلحاء علیہم و علیہم الصلاۃ والسلام کی خود عین قبور پر بنائیں کرلیں خود اُن کو مسجدیں بنالیا تھا جیساکہ خود اسی حدیث ابوداود کا صریح لفظ اتخذوا قبور انبیاءھم الخ کا منطوق ہے نیز صحیح بخاری شریف وغیرہ کی احادیث میں اسکا مفصل واقعہ مذکور ہے۔ اور ظاہر ہے کہ زیر بحث عمارت قبے اور روضے وامثالہا مزارات کے گرداگرد حول القبور ہوتے ہیں نہ خود قبور کے اوپر۔ جو عمارت کہ خود قبر کے اوپر چُنی جائے اسکی ممانعت میں آہیں کب خلاف ہے۔ تو مخالفین کی بیتیں کہ وہ حدیث وفقہ اپنے اس معنی صحیح پر ہماری مؤید ہیں نہ اُنکی۔ سب منع بناء قبور عوام سے متعلق اور اجازت مزاراتِ اکابر و معظمانِ دین کے لیے ہے جسکی تصریح و توضیح فاروق اعظم و عمر بن عبدالعزیز جیسے اجلہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل و تقریر اور سلف صالحین کی نصوص متوارثہ نے فرمادی (جنکا حوالہ گزرا) کلام علما میں علت منع و حکمت اباحت بھی مصرح کہ اہل فضل علما و اولیا کے مزارات پر اسلیے جائز کہ لوگ اُن کی زیارت کریں اور گرمی جاڑے برسات میں دھوپ سردی بارش سے اُن عمارات کے سایہ میں آرام پائیں۔ اور عوام غیر صلحا کی قبور جن سے نہ کسی کو عقیدت کہ بجہت تبرک انتفاع کو اُنکی قبر پر جائے نہ اُنکے دنیادار ورثہ سے امید کہ وہی جاڑے گرمی برسات مختلف موسموں میں

بقصد زیارت قبر و نفع رسانی میت وہاں جا کر بیٹھا کریں گے قرآن و ذکر میں
مشغول رہیں گے بروجہ جائز قاریوں اور ذاکرین کو وہاں مقرر رکھیں گے ایسی
صورت میں بوجہ اسراف و اضاعت مال نہی ہے۔ علامہ توربشتی فرماتے ہیں
"منہی لعدم الفائدۃ فیہ" مجمع بحار الانوار میں ہے "منہی عنہ لعدم الفائدۃ"
اس میں کوئی فائدہ نہیں اسلیے منع ہے یہ بھی ہمارا عین مسلک ہے ج منع بنا کا
حکم صدر اول کے لحاظ سے تھا۔ جبکہ مسلمانوں کے قلوب تعظیم و عزت شعائر اللہ
تعالیٰ سے بھرے ہوئے تھے۔ ظاہری تزک و شان اور راحت و آرام کے سامان کے
محتاج نہ تھے تو اُسکے وقت میں یہ باتیں عبث اور بے فائدہ تھیں اب کہ بے تزک
و احتشام ظاہری اور بغیر موجودگی اسباب راحت و آرام بدنی قلوب عوام میں
معظمان دین کی وقعت اور اُن کے مزارات کی زیارت کی رغبت (جو قطعاً بحکم
احادیث کثیرہ شہیرہ محبوب و مطلوب شریعت ہے) نہیں پیدا ہوتی نیز کافہ مسلمانوں
نے اپنے گھروں کی آرائش گچ کاری اور زیبائش شروع کردی۔ اگر ہم اپنے
معظمانِ دین و اکابر شرع متین کے مزارات یونہی کھلے میدان میں بغیر بنا
چھوڑ دیں، تو نگاہِ عوام میں اُن معظمین اسلام کی بے وقعتی ہوگی نیز لوگ دھوپ
اور جاڑے وغیرہ کی موسمی تکالیف کو حیلہ بنا کر اُنکے مزارات متبرکہ کی زیارت
یک لخت چھوڑ بیٹھیں گے لہٰذا ان عمارات کی حاجت ہوئی اور بہ تغیر زمان حکم
بدل گیا یہ شرح ہے اُس کی جو جواہر اخلاطی میں افادہ فرمایا۔ ایسی جگہ احکام سابقہ
سے سند لانا حماقت ہے۔ جو حاجت اب واقع ہوئی وہ اگر اسوقت واقع ہوتی وہ
بھی یہی حکم فرماتے جو اسوقت کے علماء اکابر نے دیا۔ جیسے ام المومنین صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا لو رأی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ یعنی اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب نکالی ہیں تو انھیں مسجدوں سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئیں۔ اور آخر ائمہ دین نے عورتوں کو مسجدوں سے منع فرما ہی دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (رواہ احمد و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ منع کرو۔ کیا ائمہ دین نے نظر بحال زمانہ جو حکم فرمایا اُسے حدیث کی مخالفت کہا جائیگا۔ حاشا ایسا نہ کہیگا مگر احمق کج فہم ھذا کلہ ما ھو مصرح بہ او مستفاد من کلام امام اھل السنۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ قدس سرہ فی رسالتہ بریق المنار۔ یونہی تغیر حال ماٰل تغیر احکام کی مثالیں کلمات علما وائمہ دین میں کثیر ہیں۔ اس صورت میں نہی بنا کی حدیث و فقہ نہ مسلک حامیانِ نجد کی مؤید۔ نہ ہمارے مذہب مہذب سے ذرا بھی مخالف۔ غالباً اب تو ایڈیٹر صاحب کو بھی کھل جائیگا کہ خود اُنکا ہی اپنے مسلک کے اثبات میں دلائلِ شرعیہ سے ہاتھ خالی ہے۔ اور خود اُن کی پیش کردہ حدیث و فقہ سے تائید ہوتی ہے تو بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ہی مسلک کی۔ آخر میں ہمیں ایڈیٹر صاحب سے یہ اور کہنا ہے کہ نہی بنا کی حدیث حضرت جابر کو حدیث کے نام سے اسی اکیلی کو تمام حامیانِ نجد اپنی دلیل بناتے ہیں اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب نے اپنے اس مضمون میں صحیح بخاری کا بھی حوالہ دیا ہے وہ بتائیں کہ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث کہاں ہے؟

مزارات متبرکہ پر خیمہ یا شامیانہ لگانا

(۱) ضرب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فسطاطا) علی قبر زینب بنت جحش وضربت عائشۃ علی قبر أخیہا وضربہ محمد بن الحنفیۃ علی قبر ابن عباس (عمدۃ القاری)

(۱) حضرت عمر نے حضرت زینب بنت جحش اور حضرت عائشہ نے اپنے برادر معظم اور حضرت محمد بن الحنفیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات مطہرہ پر خیمے لگائے۔

(۲) لما مات الحسن بن الحسن ضربت امرأتہ علی قبرہ فسطاطا۔

(عمدۃ القاری)

(۲) جب حضرت حسن بن امام حسن نے وصال فرمایا تو اُن کی بی بی حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُنکے مزار مبارک پر خیمہ لگایا۔ یہ دونوں عبارتیں عمدۃ القاری امام بدر محمود عینی کی ہیں۔

(۳) اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتہا فلا تکون منہیا عنہا (قالہ علی القاری فی المرقات)

(۳) مولانا علی قاری مکی نے شرح مرقات میں فرمایا جبکہ قبر پر خیمہ کسی فائدہ شرعیہ کے لیے ہو جیسے اسکے نیچے بیٹھکر قاری لوگ قرآن مجید پڑھیں تو یہ منع نہیں۔

ایسی ہی اور اکابر کی تصریحیں ہیں۔ اور اس مسئلہ میں جو ہمارا مسلک ہے وہ ہماری پیش کردہ آخری عبارت مرقات میں مصرح ہے اور ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ دونوں عبارتیں اس پر کوئی مخالف اثر نہیں ڈالتیں جن میں سے پہلی حضرت ابوہریرہ کی وصیت ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی قبر پر خیمہ لگانیکی

وصیت کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ شرعاً حرام وممنوع ہی ہو آدمی بہت سی
ایسی چیزوں کو بھی خاص اپنی نسبت پسند نہیں کرتا جو شرعاً جائز ومباح
ہوتی ہیں اور اُن میں اُسکی نظر متعدد مصالح پر ہو سکتی ہے۔ مثلاً بنظر مسئلہ
زیر بحث (۱) اسلیے منع کیا ہو کہ حضرت ابو ہریرہ فقراء صحابہ میں سے تھے
کوئی مال نہیں رکھتے تھے خیمہ لگانے میں ورثہ کو مالی دشواری پیش آتی لہذا
اُنپر شفقت کے لحاظ سے تصریح کردی کہ ہمارے لیے تمھیں کسی ایسی بات میں
دشواری اُٹھانیکی ضرورت نہیں (۲) خیمہ لگانے سے صاحب مزار کی عظمت
وبزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی اعلیٰ عزت کے مناسب جذبات
کسر نفس کی بنا پر اُس سے منع فرمادیا اس سے یہ کیا لازم کہ بزرگانِ دین کے
مزارات پر بغیر اُنکی فرمائش کے اُنکے عقیدت کیشوں کو کسی فائدہ جائزہ
کے لیے بھی خیمہ لگانا مطلقاً حرام وممنوع ہو جائے۔ دوسری عبارت میں
حضرت ابن عمر کے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزار مبارک پر
سے خیمہ الگ کرادینے کا ذکر ہے۔ اولاً انھوں نے الگ کرادیا مگر اُنکے والد ماجد
حضرت سیدنا عمر نے جو اُن سے ہر طرح اعلیٰ و افضل و اعلم و اقدم تھے لگایا
تو اُنکا فعل اُنکے فعل پر کیوں مرجح ہو۔ خصوصاً جبکہ اُنکے خیمہ لگانے کی تائید
دوسرے اجلۂ صحابہ و تابعین کے فعل سے بھی ہوتی ہو ثانیاً اُنھوں نے
الگ بھی کرایا تو اسی لیے تو جیسا کہ خود ایڈیٹر صاحب نے بھی اُنسے نقل کیا کہ
اُنکا اپنا عمل اُنپر سایہ کریگا۔ جس سے واضح کہ اُس خیمہ سے سوا مزار پر سایہ کے
اور کوئی فائدہ وہاں مقصود نہ تھا اور اسکی اُنھوں نے وہاں ضرورت نہ سمجھی

تو اس سے یہ کیا لازم کہ جہاں کوئی فائدہ شرعیہ فی الواقع متحقق بھی ہو وہاں بھی خیمہ لگانا حرام و ممنوع ہی ہو کہ حسب زعم متعصبین نجدیہ شرک۔

قبروں پر کہگل یا لپائی کرنا

(۱) روی البخاری انہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع قبر ابنہ ابرھیم شابرا وطینہ بطین احمر (طحطاوی)	(۱) امام بخاری نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کا مزار مبارک ایک بالشت بلند بنایا (جسے اب نجدی خبیثوں نے بالکل اکھاڑ کر پھینکدیا) اور اس پر سرخ مٹی سے کہگل فرمائی۔
(۲) وفی النوازل لا باس بتطینہ وفی الغیاثیۃ وعلیہ الفتوی (مراقی الفلاح وغیرہا)	(۲) نوازل میں فرمایا قبر کی کہگل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور غیاثیہ میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ مراقی الفلاح وغیرہ متعدد کتب معتمدہ فقہیہ میں ہے۔

قبروں پر گچ کرانا

(۱) مر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقبر ابنہ ابرھیم فرأی فیہ حجرًا	(۱) نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیم کے مزار پاک پر

سقط فیہ فسدہ وقال من عمل عملا فلیتقنہ (طحطاوی)	گزرے دیکھا کہ ایک پتھر اُس کے اندر گر گیا اُس کا رخنہ بند فرما دیا اور فرمایا جو شخص کوئی کام کرے اسے چاہیے کہ وہ اُسے مضبوط بھی کر دے۔

اور ابھی اوپر بصرح مٹی سے کہگل کے جواز کی حدیث صریح گزری۔ اور گچ بھی چونے سے کہگل ہے۔ بحر الرائق میں فرمایا "التجصیص طلی البناء بالجص" تجصیص بنا کی چونے سے کہگل اور لپائی کرنا ہے۔ ولہذا علمانے تطیین (جسکا ترجمہ خود ایڈیٹر صاحب نے بھی "لپائی کرنا" کیا ہے) اور تجصیص دونوں کی منع کی دلیل وہی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دی جسمیں صرف بلفظ تجصیص نہی آئی ہے۔ غنیۃ المستملی میں ہے "ویکرہ تجصیص القبر وتطیینہ لما روی جابر نہی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم عن تجصیص القبور الخ" زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس میں مٹی کی کہگل سے زائد مضبوطی ہو اُس کا بوقت حاجت جواز اس حدیث سے واضح۔

(۲) ومن ذلک قول الائمۃ الثلثۃ ان القبر لا یبنی ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ بجواز ذلک (میزان الشریعۃ الکبری)	(۲) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا قبر کی بنا اور اُسے گچ کرنا جائز ہے۔ یہ امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبری میں ہے

قبریں بلند بنانا

(۱) عن سفیان التمار انہ رای قبر	(۱) سفیان تمار کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ

النبی صلی الله تعالی علیه وسلم مسنمًا (صحیح بخاری)

تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار مبارک کوہانِ شتر کے مانند بلند دیکھا یہ صحیح بخاری شریف میں ہے

(٢) ورواه ابونعیم فی المستخرج قبر ابی بکر وعمر کذلک (عمدة القاری)

(٢) محدث ابونعیم نے مستخرج میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار مبارک بھی ایسے ہی ہونا روایت کیا۔

(٣) وقال الشعبی رأیت قبور شهداء احد مسنمة وکذا فعل بقبر ابن عمر و ابن عباس رضی الله تعالی عنهم۔ (عمدة القاری)

(٣) شعبی نے فرمایا شہدائے احد اور حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات مبارکہ بھی ایسے ہی تھے (یہ دونوں عبارتیں عمدۃ القاری امام عینی کی ہیں۔

(٤) ویسنم کسنام الجمل۔ (درمختار وردالمحتار وغیرہا)

(٤) قبر اونٹ کے کوہان کے مانند بلند بنائی جائے۔ یہ درمختار وردالمحتار وغیرہا میں ہے

قبور کا کوہانِ شتر کے مانند بلند ہونا یا ہموار بلند ہونا حنفیوں اور شافعیوں کا پرانا مختلف فیہ مسئلہ ہے جس میں حنفیوں کے ساتھ اجلۂ ائمہ امام اجل سفیان ثوری اور امام مالک و امام احمد اور خود شافعیوں کی بھی ایک جماعت علماء اکابر ہے کما فی عمدة القاری جس پر کتب فریقین میں مفصل بحث و استدلال موجود ہے۔ شافعی اپنے لیے ابو الہیاج اسدی والے اثر مولیٰ علی سے جو ایڈیٹر صاحب نے بھی ذکر کیا اور اُس کے امتثال سے سند لائے۔ جس کا منجانب احناف یہ جواب دیا گیا کہ اول تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوڑی ہموار قبر بنانے سے منع فرمایا۔

فتح القدیر میں فرمایا قال ابو حنیفۃ حدثنا شیخ لنا یرفع ذلک الی
النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ نھی عن تربیع القبور الخ. امام
ابو حنیفہ نے فرمایا ہمارے شیخ نے حدیث روایت کی وہ آپ سے نبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ حضور نے قبور کو چورس کرنے سے منع فرمایا
اسی لیے الشیخ محقق کی اشعۃ اللمعات میں ہے "در دیار ما اگرچہ تربیع میکنند
اما بر بالائے آں سنم صغیر می سازند از جہت رعایت سنت" اور روایات تسنیم
پیش کرنے کے بعد ابو الہیاج والے اثر سے یہ جواب دیا کہ وہ اس بلندی پر
محمول ہے جو محض فخر و مباہات کے لیے ہو۔ عمدۃ القاری میں ہے "المراد
من المشرفۃ المذکورۃ فیہ ھی المبتنیۃ التی یطلب بھا المباھاۃ"
قبر کو زمین کے برابر کر دینا اس سے بالاجماع مراد نہیں۔ غنیۃ المستملی میں ہے
"ان الاجماع علی ان لیس المراد منہ التسویۃ بالارض" خود شافعی
بھی اس کے قائل نہیں۔ عمدۃ القاری میں ہے "فی التوضیح قال الشافعی
تسطح القبور و تکون علی وجہ الارض نحوا من شبر الخ" توضیح میں ہے
امام شافعی نے فرمایا قبر ہموار زمین کی سطح سے بقدر ایک بالشت بلند
رکھی جائے۔ تو وہ اثر جابر سے مخالف نہیں اسی طرح دیگر دلائل شافعی کا
بھی مدلل جواب کتب حنفیہ میں ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب کو اس اثر سے کیا
فائدہ؟ کیا وہ جو ان کے نجدی بھائیوں نے مزارات صحابہ و اکابر کو بالکل
قطعاً مسمار کر دیا ان پر گھوڑے دوڑائے اور طرح طرح سے ان کی توہینیں کیں ان
امور کی اس اثر سے کوئی تائید ہوتی ہو تو دیکھیں اس کا نشان تو دیدیں۔

کیا بلند قبور کو گرا دیا جائے

اس بارے میں ایڈیٹر صاحب نے دو عبارتیں ایک شرح مشکات اور دوسری امام ابن حجر کی طرف نسبت کر کے پیش کیں اور عبارت منتخب کو صرف یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ "یہ شرح مشکات میں درج ہے" کچھ پتا نہیں کہ وہ شرح مشکات کس کی ہے۔ آیا وہ کوئی معتبر شخص ہے یا غیر معتبر لہذا پہلے ایڈیٹر صاحب اس اجمال کو کھولیں اور دوسری عبارت جس تو انھوں نے اسے امام ابن حجر مکی کی عبارت بتانے اور اسی بنا پر انھیں اپنے نجدی بھائیوں کی طرح مزارات اولیاء پر قبے اور ان کے امثال بنانے کو اعظم المحرمات اور منجملہ اسباب شرک قرار دینے والا ٹھہرانے میں نہایت چالاکی سے کام لیا ہے۔ اس عبارت کے لیے ایڈیٹر صاحب ہی کی منقولہ کتاب الزواجر دیکھیے امام ممدوح نے مطلق تعظیم کو جس کا شارع سے خاص اذن نہ ثابت ہو گناہ کبیرہ قرار دینے کو بعید اور اپنا غیر مسلم قرار دیتے ہوئے صرف یہ دکھانے کو کہ اس بعید بات کے موافق ایک یہ عبارت ہو اسے ان الفاظ سے ذکر کیا "نعم قال بعض الحنابلۃ" ہاں بعض حنابلہ نے ایسا کہا جس سے صاف واضح کہ نہ یہ خود امام ممدوح کی اپنی عبارت نہ ان کی مسلم و مقبول اور کیونکر ان کی مسلم و مقبول ہو جا لانکہ اولاً اس میں ہے "قصد الرجل الصلاۃ عند القبر متبرکا بھا عین المحادۃ للہ و رسولہ و ابداع دین لم یاذن بہ اللہ الخ" جس میں قبر کے نزدیک (اگرچہ قبر کی طرف توجہ ہو نہ خود قبر پہ نماز ہے) اس نیت سے نماز پڑھنے کو کہ اس قرب کی وجہ سے ہمیں برکت حاصل ہو نماز پڑھنے کو مطلقاً اللہ و رسول سے لڑائی

اور ایک نئے دین کے خلاف حکم خدا ایجاد اور آگے چلکر اعظم محرمات اور اسباب
شرک میں سے گن دیا۔ حالانکہ انھیں امام ابن حجر سے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی
قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں ناقل جسکی اصل عبارت آگے آتی ہے کہ اگر بزرگان
دین کے مزارات کے قریب مسجد بنائیں یا اُن کی قبور کی جانب توجہ کیے بغیر محض
اس نیت سے نماز پڑھیں کہ اس متبرک جگہ کے قرب کی وجہ سے جسمیں اُنکے
ابدان طیبہ دفن ہیں اور اُنکی روحانیت کی نورانیت کی برکت سے ہماری عبادت
بھی شرف وکمال وقبول پائے تو اس میں کوئی محذور نہیں نہ اس میں کوئی
بات ۔۔ دوسرے اس قائل نے اس میں قبور پر قبوں کے ہدم کو واجب بتاتے
ہوئے بیدھڑک انھیں بھی مطلقاً مسجد ضرار سے بھی بدتر بنا دیا حالانکہ مسجد ضرار کی
نسبت خود قرآن مجید ناطق ہے کہ وہ مسلمانوں کے نقصان پہنچانے کو اور
کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اُس کے انتظار میں جو پہلے
سے اللہ و رسول کا مخالف تھا بنائی گئی تھی۔ اب یہ قائل ثابت کرے کہ
قبہائے قبور میں مسجد ضرار سے بڑھکر کونسا ضرر ہے۔ حدیث میں اگر اس بارے
میں کوئی لفظ آیا بھی تو ایک مجرد بناء کے الفاظ میں ہی۔ جس سے بلحاظ مجرد لفظ
نہی بہ کراہت و حرمت ہی ثابت کرنا دشوار نہ کہ مسجد ضرار سے بڑھکر شدید ضرر
اگر انکا ضرر مسجد ضرار سے بڑھکر دین پر اشد ہوتا تو کم از کم اُنکے لیے بھی اُتنے
ہی تاکیدی الفاظ سے حدیث میں نہی اور انکی قباحت ذکر فرمائی جاتی جو قرآن مجید
میں مسجد ضرار کی مذمت میں وارد ہوئے ذرا سورہ توبہ شریف کی اس بارے میں
آیت تلاوت کر لیجیے۔ خصوصاً ایڈیٹر صاحب جنھوں نے اس میں کو قبور کے

خاص مزارات بزرگانِ دین و عظمائے مسلمین کے مقبرے مسمار دینے کیلئے پیش ہوکر بتائیں ان مقبروں میں مسجد ضرار سے بڑھکر یا برابر یا گھٹ کر تو الگ رہا سب سے بہی دین و مسلمین کے لیے کونسا ضرر شرک کا کونسا شوشہ ہے تھا تو ابرھا نکم ان کنتم صٰدقین۔ اس عبارت کی یہی حالت دیکھتے ہوئے ہمارا خیال ہے کہ یہ یا تو کسی وصیِ اعظم کی ہے جسے نصوص شرعیہ میں نظرِ غائر نہیں یا ابن تیمیہ ابن قیم وغیرہما جیسے کسی حنبلی الانتساب ظاہری المذہب کی ہے جو نام کو تو حنبلی تھے مگر در حقیقت نجدی مذہب کے پیشوایان طریق تھے۔ قبہائے مزارات کے ہدم کیلیے ایڈیٹر صاحب کے پاس ایک تو یہی بے جا ونا معقول عبارت تھی۔ اور دوسری شرح نووی والی جسمیں ایڈیٹر صاحب کے بقول وہ امام شافعی چشم دید بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا مکہ معظمہ میں حاکم (یا امام) قبروں پر بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھا دینے کا حکم دیتے تھے اس دلیل پر کہ آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ ہر بلند قبر کو گرا کر ہموار کر دیں۔ اولاً امام شافعی محض ایک حکایت واقع کرتے ہیں کہ ایسا میں نے دیکھا کچھ اپنا مذہب نہیں بیان کرتے جو انکے مقلدین پر بھی حجت بن سکے نہ کہ ہم حنفیوں پر۔ خود آپ بھی اس امر میں متردد ہیں کہ جنھیں امام شافعی نے ایسا کرتے دیکھا وہ محض دنیاوی حاکم تھے یا امام دین۔ بلکہ خود آپ نے حاکم کو پہلے اصل ترجمہ میں ملایا اور امام کو بریکٹ میں دیکر گویا یہ بتایا کہ انکے لفظ "ائمہ" سے حکام دنیا ہی مراد لینا متبادر ہے بہر حال جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ جن لوگوں کا یہ فعل تھا انکا فعل دین میں کہاں تک حجت تھا اسوقت تک مجرد یہ حکایت کیا حجت ہو سکتی ہے اور خود آپکے ہی ترجمہ سے یہ بھی واضح کہ اس امر کو علی نے اپنی تائید سمجھا بھی انھیں ہدم کر دیا کو

کی اپنی ہی سمجھ تھی یہ بھی جبھی حجت ہو سکتی ہے کہ شرعاً وہ خود دین میں حجت ہوں ثانیاً قصہ مختصر بالفرض وہ خود اور ان کی یا کسی دوسرے کی یہ حدیث سے اُنکے فعل کی تائید سمجھنا شرعاً قابل تسلیم ہو۔ جب بھی اس اثر نے کس چیز کے ہدم کا حکم دیا۔ خود آپ بول رہے ہیں "ہر بلند قبر کا" جسکی یہ بلندی خود نفس قبر پر ہوتی ہو تو اس سے تائید نکلے گی بھی تو اُسی بلند عمارت کے ہدم کی جو خود نفس قبر پر بنی ہو۔ اسے قبہائے زیر بحث سے کیا علاقہ جو خود نفس قبر پر نہیں ہوتے بلکہ اُنکے گرد اگرد ہوتے ہیں تو اس اثر سے اُنکی تائید ہونے ہی بھی بتا دیا کہ قبروں پر بنی ہوئی جن عمارتوں کو ڈھایا وہ لوگ حکم دیتے تھے وہ خود نفس قبر پر ہوتی تھیں۔ لیجیے اب اس امام شافعی کے "چشم دید بیان" سے بھی ہمارے بزرگان دین کے مزارات کے گرد اگرد بنے ہوئے قبوں اور روضوں کو آپکے نجدی بھائیوں کے ڈھا دینے کی کیا تائید ہوئی۔ اسی مجہول و نامعقول و رسمی غیر متعلق عبارت کی بنا پر آپنے اس انہدام کو "مبارک" قرار دیا تھا۔ اور محض بزور زبان اسے "حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام شافعی اور علامہ ابن حجر مکی کے بیان کے بموجب" بتایا تھا۔ کیسے کیسا کھلا کہ جیسا خود آپکا ہی ہاتھ ان قبوں کی منع و حرمت میں ادلہ شرعیہ سے خالی تھا ویسا ہی ان کے ہدم میں بھی خالی ہے۔

قبروں پر ان کی مٹی سے زائد کچھ نہ چڑھانا

ہم نہیں سمجھتے کہ ایڈیٹر صاحب اس مسئلہ کو کیوں زیر بحث لائے یہاں کس نے کہا تھا

کہ قبروں کے اوپر اُنکی اپنی مٹی کے علاوہ اور ایک پہاڑ لاکر دھر دو مگر اسکے
ساتھ ہی اگر قبر کی اپنی نکلی ہوئی مٹی کے سوا کوئی قبر پر قدرے قلیل کوئی اور چیز بڑھا
دے تو یہ بھی حدیث و فقہ سے جائز ہے ردالمحتار میں حلیہ سے ہے ثم روی عن محمد انه
لا بأس بذلك ويؤيده ما روى الشافعي وغيره عن جعفر بن محمد عن ابيه ان
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رش على قبر ابنه ابرهيم ووضع عليه
حصباء وهو مرسل صحيح فيحمل الكراهة على الزيادة الفاحشة وعدمها
على القليلة المبلغة له مقدار شبر او ما فوقه قليلا ۔ تحریر مذہب حنفی امام
محمد نے فرمایا کہ قبر پر اسکی اپنی مٹی کے سوا زیادت میں کوئی مضایقہ نہیں اور اسکی تائید
اُس حدیث سے ہوتی ہے جو امام شافعی وغیرہ نے حضرت جعفر بن محمد سے
انھوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اپنے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیم کی قبر (تیار ہو جانے پر) پر پانی چھڑکا اور اسپر
سنگریزے ڈالے یہ حدیث مرسل صحیح ہے پس کراہت (جو دوسری حدیث فقہ میں
آئی ہے) فاحش زیادت پر محمول ہے اور عدم کراہت تھوڑی زیادت پر جس سے
قبر ایک بالشت یا اس سے کچھ اور تھوڑی زائد بلندی تک ہی پہنچے ۔

تمثال مٹا دینا

اس کی حدیث ہمیں سنانے کے بجائے اگر ایڈیٹر صاحب خود اپنے ہمدم و ہم نوا خلافت
کمیٹی والوں کو سناتے تو مناسب تھا جو خود اپنی تصاویر کھچوا کے انکو اخبار
وغیرہ میں چھاپتے بیچتے اور تلک وغیرہ مشرکین و کفار کی تصاویر اور مجسمے آویزاں

اور نصب کرتے کراتے ہیں۔ مگر ہاں اس سے ایک فائدہ اُنکی ہی پیش کردہ اثر سے اُن کو یہ پتا دینے کے لیے ہمیں بھی مل گیا کہ بلند قبر کو گرا کر ہموار کر دینے کا جو اثر ابو الہیاج اسدی وہ لائے جس کا ایک جز در بارہ تصویر بھی ہو اُسکا تعلق قبور کفار و مشرکین سے ہے نہ قبور مسلمین سے۔ اسلیے کہ زمانہ رسالت و عہد صحابہ میں اگر کسی کے مقابر پر تصاویر ہوتی تھیں تو مشرکین و کفار ہی کی جس کا بیان خود احادیث میں ہے۔ مسلمانوں خصوصاً اُنکے بزرگان دین کے مقابر و مزارات پر تو بحمد اللہ تعالی آج بھی کوئی ایسی تصاویر نہیں۔ اثر کا یہ مطلب فقیر کے ذہن میں گزرا اور مضمون فقیر مندرجہ ہمدم ۱۹ ربیع الاول میں طبع بھی ہو چکا تھا کہ اب الجوہر النقی ابن الترکمانی میں اسکی تائید نظر سے گزری حیث قال او امرہ علیہ السلام علیا ان لا یترک قبرا مشرفا الخ قلت الظاہر ان المراد قبور المشرکین بقرینۃ عطف التمثال علیہا وکانوا یجعلون علیہ الانصاب فی الابنیۃ فاراد علیہ السلام ازالۃ آثار الشرک۔

ایک بالشت سے اونچی قبر مکروہ نہیں

(۱) ویسنم قدر شبرا و اکثر شیئا قلیلا بل الخ (رد المحتار و در مختار)

(۱) ایک بالشت یا اس سے تھوڑی اور اونچی قبر مثل کوہان شتر بلند بنائی جائے جیسا بدائع میں ہے۔

(۲) ویجعلہ مرتفعا عن الارض قدر شبر او اکثر بقلیل (مراقی الفلاح وغیرہا)

(۲) قبر کو زمین سے ایک بالشت یا اس سے کچھ تھوڑی اور بلند بنائے یہ مراقی الفلاح

ورد المحتار و درمختار وغیرہ معتبر و مکتوب مشہورہ میں ہے

قبور پر بوقت حاجت کتابت

(۱) لا باس بالکتابۃ لان النہی عنہا وان صح فقد وجد الاجماع العملی بہا وقد اخرج الحاکم النہی عنہا من طرق ثم قال ہذہ الاسانید صحیحۃ ولیس العمل علیہا فان ائمۃ المسلمین من المشرق الی المغرب مکتوب علی قبورہم وہو عمل اخذ بہ الخلف عن السلف الخ (رد المحتار)

درمختار میں فتاوی سراجیہ سے ہے کہ قبور پر کتابت میں مضائقہ نہیں۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا اسلئے کہ اگرچہ اس سے نہی کی روایت صحیح ہے مگر بیشک امت کا اجماع عملی کتابت پر موجود ہے پس بیشک محدث جلیل حاکم نے نہی کتابت کئی طریق سے روایت کرکے فرمایا یہ سندیں صحیح ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہوا ایسلئے کہ مشرق سے لیکر مغرب تک ائمہ مسلمین کے مزارات پر کتابت موجود ہے۔ اور یہ ایسا کام ہے جو پچھلوں نے اگلے بزرگوں سے ہی لیا ہے۔

(۲) ویتقوی بما اخرجہ ابوداود باسناد جید ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حمل حجرا فوضعہا عند راس عثمن بن مظعون وقال

(۲) اور قبر پر کتابت کی تقویت اس حدیث سے ہوتی ہے جو ابوداؤد نے بسند جید روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت عثمن بن مظعون کے سرہانے

انعلم بها قبر اخی وادفن الیه من مات من اهلی فان الکتابة طریق الی تعرف القبر بها ۔ (رد المحتار)

(۳) نعم یظهر ان محل هذا الاجماع العملی علی الرخصة فیها ما اذا کانت الحاجة داعیة الیه فی الجملة کما اشار الیه فی المحیط بقوله وان احتیج الی الکتابة حتی لا یذهب الاثر ولا یمتهن فلا باس به فاما الکتابة بغیر عذر فلا (رد المحتار)

رکھا اور فرمایا اس سے ہم اپنے بھائی کی قبر کی پہچان کرتے ہیں اور یہاں جو ہمارے اہل سے وفات پائیگا اُسے دفن کرینگے۔ پس بیشک قبر پر کتابت بھی اُس کی پہچان کا ایک طریقہ ہے۔

(۳) ہاں یہ ظاہر ہے کہ اجازت کتابت پر اجماع عملی کا محل وہ صورت ہے کہ کتابت کی طرف حاجت ہو جیسا کہ محیط میں اسکی طرف اسطرح اشارہ ہے کہ اگر کتابت قبور کی طرف حاجت ہو اسلیے کہ (قبر اور صاحب قبر کا) پتا نشان نہ جاتا رہے اور تاکہ وہ پامالی سے بچے تو کتابت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ ممنوع ہے۔ (یہ تحقیق سب علامہ شامی کی ردالمحتار میں ہے۔ اور یہی ہمارا مسلک ہے جس سے واضح کہ جو حدیث منع کتابت ایڈیٹر صاحب نے نقل کی وہ بھی ہمارے ہی مسلک کے ایک پہلو کی مؤید ہے۔

عورتوں کے لیے قبور کی زیارت

(۱) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا (رواہ مسلم)

(۱) حضرت بریدہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کر دیا تھا۔ اب تم اُن کی زیارت کرو۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کیف اقول یا رسول اللہ تعنی فی زیارۃ القبور قال قولی السلام علی اھل الدیار الخ (رواہ مسلم)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں زیارت قبور میں کیا کہوں فرمایا یہ کہو السلام علی اہل الدیار الخ

یہ اور اسی قسم کی متعدد احادیث صحیحین بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث میں متعدد طرق سے مروی ہیں۔ اول تو ہم یہی نہیں سمجھتے کہ مآثر و مشاہد متبرکہ کا انہدام جو ایڈیٹر صاحب کا اصل مقصد ہے اور جس کے لیے وہ یہ سب خامہ فرسائی کر رہے ہیں اُس کا اس قسم کے مسائل زیر بحث لانے سے کیا اثبات ہو رہا ہے پھر بھی یہ دو حدیثیں بطور نمونہ ہم نے اسلیے ذکر کر دیں کہ مسئلہ کا جو پہلو ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا اُسکے حسب ادعا اُنکے مخالفین کا اُسکے خلاف بھی دلائل شرعیہ سے ہاتھ خالی نہیں۔ بلکہ مسئلہ کا جو پہلو منع نساء عن زیارۃ القبور ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا اُسکے موافقین بھی تصریح کرتے ہیں کہ وہ منع بحیثیت نفس زیارت قبور نہیں بلکہ دوسری علتوں مثلاً عورتوں کی قلت صبر و خلاف شریعت نوحہ و بکا اور بین اور ماتم وغیرہ کے وقوع اور اندیشہ کی وجہ سے ہے۔ و لہذا

امام ترمذی نے حدیث لعن روایت کرنے کے بعد فرمایا قد رأى بعض اهل العلم
ان هذا كان قبل ان يرخص النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في زيارة
القبور فلما رخص دخل في الرخصة الرجال والنساء وقال بعضهم انما كره
زيارة القبور للنساء لقلة صبرهن وكثرة جزعهن" بعض اہل علم نے فرمایا یہ منع
اجازت سے پہلے تھی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی
رخصت دی تو اس میں مرد اور عورت سب کو اجازت ہو گئی اور بعض اہل علم (جو اب
بھی عورتوں کے لیے زیارت قبور منع جانتے ہیں) یہ کہا کہ یہ کراہت عورتوں کی قلت صبر اور
کثرت جزع وفزع ممنوع کی وجہ سے ہے۔ ولہذا جن سے اسکی امید نہ ہو اور کوئی خوف

ولا تقعد وعليه حمل حديث لعن الله زائرات
القبور وان كان للاعتبار والترحم من غير
بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين
فلا بأس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شوابّ
كحضور الجماعة في المساجد وهو
توفيق حسن"

نوحہ وفریاد کے لیے ہو جیسا کہ یہی انکی عادت
جاریہ ہو تو نہیں جائز ہے اور اسی پر محمول ہے
حدیث لعن اور اگر یہ عبرت پکڑنے اور خلاف
شرع نوحہ و بکا کے بغیر میت کے لیے دعائے
رحمت اور قبور صالحین کی زیارت سے حصول
برکت کے لیے ہو تو اس میں مضائقہ نہیں جبکہ
بوڑھیاں ہوں اور جوانوں کے لیے اب بھی مکروہ ہے جیسا کہ ان کی مسجد میں
جماعت کے لیے حاضری (کہ اب بھی ان سے اور انپر فتنہ سے امن نہیں) اور یہ لائق

[illegible]

سحادۃ اللہم انھیں مستحق لعنت جانتا تو دور رہا دو ایک واقعے اسکے بھی سنیئے۔

(۱) کانت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تزور قبر حمزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل جمعۃ (عمدۃ القاری)	(۱) حضرت بی بی فاطمہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہر جمعہ کو کیا کرتی تھیں۔
(۲) وکانت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تزور قبر اخیہا عبد الرحمن وقبرہ بمکۃ (عمدۃ القاری)	(۲) حضرت عائشہ صدیقہ اپنے برادر معظم حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار کی زیارت کیا کرتی تھیں انکا مزار مبارک مکہ معظمہ میں تھا (جسکی چار دیواری و قبہ کو

اب خبیث نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا) دیکھو رپورٹ نمائندگان خلافت از ہدم ۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء

یہ دونوں عبارتیں عمدۃ القاری امام عینی کی ہیں و لہٰذا ردالمختار میں ہے۔

(قال الخیر الرملی ان کان ذلک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ما جرت بہ عادتھن	علامہ خیر الدین رملی نے فرمایا جبکہ عورتوں کا زیارت قبور کیلئے جانا رنج اور رونے کی تجدید اور خلاف شرع

[illegible] عبارت میں اچھی تو نہیں ہے [illegible]

بھی ہمارے ہی مسلک کے ایک پہلو کی مؤید ہیں۔

مقابر میں مساجد کی تعمیر

(۱) قال العلی القاری قیل علی یفید ان اتخاذ المساجد بجنبہا لا باس بہ (مرقات)	(۱) ملا علی قاری نے مرقات میں (ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث کے لفظ علیہا کی شرح میں) فرمایا لفظ علی سے یہ ثابت کہ مسجد اگر مزار کے برابر ہو تو کچھ حرج نہیں۔
(۲) من اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرۃ وقصد بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ	(۲) اگر کسی نیک بندے کے جوار میں کسی نے مسجد بنائی یا اس کے مقبرہ میں نماز پڑھی اس پاک بندے کی روح سے (اپنی عبادت کے

الیہ لا التوجہ نحوہ والتعظیم لہ
فلا حرج فیہ الا یری ان مرقد اسمعیل
علیہ السلام فی الحجر فی المسجد الحرام
والصلاۃ فیہ افضل" (مجمع البحار)

کمال میں) مدد لینے کے قصد سے یا اُس کی
عبادت کو کسی آثار سے کسی اثر کے اُس تک پہنچنے
کیلیے نہ اسکی طرف توجہ کرنے اور اسکی تعظیم کیلیے
تو اسمیں کوئی حرج نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ حضرت سیدنا
اسمعیل علیہ السلام کا مرقد منورہ مقام حجر میں مسجد الحرام
میں ہے حالانکہ وہاں نماز افضل ہے۔ مجمع البحار علامہ طاہر فتنی میں

(۳) اما اگر در قرب قبر ایشان مسجد بنا کنند
یا نماز کنند بے توجہ بجانب آنہا بہ برکت مجاورت
آں مقام کہ مدفن جسد مطہر ایشان است با مداد نورانیت
از روحانیت ایشان عبادت کمالے و قبولے
یابد درینجا محذورے لازم نمی آید باکی نیست
کذا قال الشیخ ابن حجر المکی، (اشعۃ اللمعات)

(۳) اگر چہ بزرگان دین کے مزارات کے قریب
کوئی مسجد بنائیں یا اُنکی قبور کی جانب توجہ کیے بغیر
نماز پڑھیں تاکہ اُس متبرک جگہ کی مجاورت کی وجہ سے
جسمیں اُنکے پاک بدن دفن ہیں اور اُنکی روحانیت
کی نورانیت کی مدد سے ہماری عبادت شرف کمال و
قبول پائے اسمیں کوئی محذور نہ اسمیں کچھ باک جیسا کہ
یہی شیخ امام ابن حجر مکی نے فرمایا۔ یہ شیخ محقق
عبد الحق محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات میں ہے یہی ہمارا مسلک ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ
حدیث خود عین قبر پر مسجد بنانے کو منع فرماتی ہے جسپر خود اُسکا صریح لفظ "علیہا" و "قبرہ" دال ہے جبھی
تو مرقات میں ملا علی قاری نے اسی حدیث کے اسی لفظ کی شرح میں علی کو اُسکے اسی حقیقی معنی میں
لیکر اُس سے نفس قبر سے الگ اُسکو قرب میں مسجد کو جائز بتایا اور نیز حدیث ابو داؤد وغیرہ "لعن اللہ
الیہود اتخذوا قبور انبیائہم مساجد" نے اور کھولدیا کہ خود عین قبور کو مساجد بنانیوالوں پر لعنت
فرمائی۔ اور صحیح بخاری شریف وغیرہ کی حدیث میں اسکی اور وضاحت ہے جسمیں یہود کو اُس فعل کا

واقعہ مذکور ہے۔ نیز علامہ ابن حجر مکی نے کتاب الزواجر میں بھی ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث اور اسی مضمون کی دوسری احادیث ذکر کر کے فرمایا "اتخاذ القبر مسجدا معناہ الصلاۃ علیہ او الیہ" قبر کو مسجد بنانا جس پر احادیث میں لعنت کی آئی ہے اس سے مراد خود قبر پر نماز پڑھنا یا انھیں قبلہ بنا کر انکی طرف نماز پڑھنا ہے۔ پھر بھلا اسکی تجویز کون کرتا ہے ہم نہیں سمجھتے کہ اس حدیث سے ایڈیٹر صاحب کو کیا فائدہ ہے

مزارات متبرکہ پر روشنی کرنا

(۱) روی ابوداود والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیها السرج ای الذین یوقدون السرج علی القبور عبثا من غیر فائدۃ الخ مختصراً (حدیقہ ندیہ)

(۱) ابوداود و ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے محض عبث بلا فائدہ چراغ روشن کرنیوالوں پر لعنت فرمائی۔ حدیث کی یہ شرح امام عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ نے اپنی کتاب مستطاب حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرمائی

(۲) (وایضا قال) اما اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان هناك احد جالسا او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحہ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ

(۲) نیز انھیں امام ممدوح نے اسی کتاب مستطاب میں فرمایا اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لیے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے

تعالیٰ عنہ کو فیستجاب لہم فہو امر
جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات

جیسے آفتاب ہیں تاکہ اس روشنی سے لوگ
جانیں کہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک حاصل کریں
اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ انکی دعا قبول ہو

تو یہ امر جائز ہے اور اس میں کوئی منع نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ ایسی ہی اور اکابر کی تصریحات
ہیں اور یہی ہمارا مسلک ہے اسے اگر ایڈیٹر صاحب مانیں چشم ما روشن ورنہ معروض کہ اولاً انکی
پیش کردہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف دربارہ احکام حجت نہیں۔ اسکے اس ٹکڑے
دربارہ چراغ کا مدار ابو صالح باذام پر ہے جسے ائمہ فن نے ضعیف بتایا تقریب امام ابن حجر
میں ہے باذام بالذال المعجمۃ ویقال آخرہ نون ابو صالح مولی ام ہانی ضعیف مدلس اسکے
متعلق مزید تفصیل بریق المنار امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ میں ہے دوم حدیث
میں لفظ علی ہے اس سے خود قبر پر چراغ رکھنے کی ممانعت ہوگی یہی علی کے معنی حقیقی ہیں
اور ابھی ملا علی قاری کی مرقات سے اسی حدیث میں علی کے اسی معنی حقیقی میں مستعمل ہونے کی
تصریح بھی گزری۔ اور حقیقت سے بلا ضرورت مجاز کی طرف عدول نامقبول تو حدیث
جس سے منع فرماتی ہے یعنی خود قبر پر چراغ جلانا اسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور یہی ہمارا
مسلک ہے جسکی تصریح اوپر حدیقہ ندیہ سے گزری اُسے حدیث منع نہیں فرماتی۔
ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ عبارات کا جن مسائل سے تعلق تھا ان سب پر مفصل بحث ہو چکی
اور بحمد اللہ تعالیٰ اہل انصاف دیکھ لینگے کہ جو احادیث، ارشادات علمائے دین لائے انہیں
اُنکے اصل مقصد یعنی تمام مسلمانوں کے مسلم محترم آثار و مشاہد مقدسہ کے انہدام یعنی مبارک روضوں
مآثر کے شرک و بدعت ہونے سے اصلاً لگاؤ نہیں بلکہ انکی پیش کردہ احادیث غیرہا ان مآثر کے
احترام اور انکے متعلق دیگر مسائل میں ہیں تو ہماری سند فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ وآلہ واصحابہ